20374

catos

U1
N131N

٣٧٤٥٢

مجلس مشاورت

پروفیسر ڈاکٹر خواجہ محمد حامد صاحب

پروفیسر ڈاکٹر سید عبدالرحیم صاحب

پروفیسر ڈاکٹر شائستہ جاوید صاحبہ

پروفیسر ڈاکٹر مدحت الاختر صاحب

حفیظ الرحمٰن ولی اللہ صاحب کامٹی

سید قمر الزماں صاحب صدر بزم غالب کامٹی

آغا غیاث الرحمٰن صاحب

محمد خضر حیات صاحب

محمد ابراہیم صاحب بسمل آکولوی (ایڈوکیٹ)

ایڈوکیٹ قاضی محمد علی صاحب آکولوی

مروان علی خاں صاحب نشاط آکولوی (ایڈوکیٹ)

محبوب راہی صاحب بارسی ٹاکلی

غنی اعجاز صاحب آکولہ

فیاض افسوس صاحب آکولہ

منظور ندیم صاحب بالاپور

ابراہیم نبیل صاحب چاندور باذار

سید مکرم حسین خطیب صاحب

انیس احمد صاحب

انعام داور صاحب امراوتی

برائے اظہار خیال
ناگپور کی شعری روایت

مشمولات

ناگپور کی شعری روایت

ناگپور میں شعر و ادب کی جڑیں بہت دور تک پیوست ہیں لیکن یہاں کے شعری ادب نے اپنی پہچان پچھلی نصف صدی کے دوران قائم کی اور اس نصف صدی میں ناگپور کی اردو شاعری میں سب سے زیادہ نمایاں ہستی سید ابوالحسن مولانا ناطقؔ گلاوٹھوی مرحوم کی ٹھہرتی ہے۔

مولانا ناطقؔ داغ کے شاگردوں میں اپنا خصوصی مقام و مرتبہ رکھتے ہیں انھوں نے اپنے عہد میں اپنے زمانے کے جغادری شاعروں سے ٹکر لی ہے۔ اپنی زبان دانی، نکتہ آفرینی اور فنی ریاضت سے اپنا اعتبار قائم رکھا۔ جوشؔ ملیح آبادی اور یگانہ چنگیزی جیسے یکتائے فن انکے قائل تھے۔ ناطقؔ مرحوم نے اپنی بے لاگ تنقیدی آراء سے ہندوستان بھر میں اپنا سکہ بٹھا رکھا تھا۔ بہتیرے مخالف اور ہم نوا پیدا کئے۔ ملک بھر میں انکے شاگردوں کا جال پھیلا ہوا تھا۔ جن میں سے بعض اپنے اپنے علاقوں میں استادانہ مقام رکھتے تھے۔ اس طرح مولانا ناطقؔ استاذ الاساتذہ قرار پاتے ہیں۔

مولانا ناطقؔ کی تنقیدات کا نشانہ بننے والوں میں سیمابؔ اکبرآبادی خاص تھے۔ طلسم سیمابؔ کو توڑنے کی مولانا نے بھرپور کوشش کی لیکن یہ دلچسپ بات ہے کہ ناگپور میں ناطقؔ کا زور ٹوٹا اور سیمابؔ کی قدر افزائی ہوئی۔ یہاں تک کہ ناگپور یونیورسٹی سے پروفیسر زرینہ ثانی صاحبہ (ف ۴ اجنوری ۱۹۸۲ء) نے نہ صرف انکی نظم نگاری پر Ph. D کی ڈگری حاصل کی بلکہ ایک گراں قدر تصنیف بھی شائع کی اور یہی نہیں بلکہ سیمابؔ اسکول کے اہم جز کا رضا فتح آبادی اور سیمابؔ مخالف نقاد ڈاکٹر صفدر آہ سیتاپوری پر بھی دو اہم تصنیفات کا اضافہ کیا۔ اسی طرح ناگپور میں سیمابؔ اکبرآبادی کا ماہنامہ شاعر بھی سب سے مقبول رسالہ رہا ہے۔ جبکہ اب تک کسی نے ناطقؔ مرحوم پر ریسرچ کی نہ ہی انکی جامع کمالات شخصیت پر کوئی اہم کتاب شائع ہوئی۔ ناطقؔ مرحوم کو

خراجِ عقیدت پیش کرنے والوں میں محمد عبدالحلیم تنہا شخص ہیں جنکی مساعی جمیلہ سے مرحوم کا دیوان شرمندۂ طباعت ہوا اور بعض اہم تصانیف بھی محفوظ ہو گئیں

بہرکیف ناگپور میں سیماب کے تلامذہ کا حلقہ وسیع تر رہا ہے اور سیماب اسکول کا معیار بڑھانے میں حضرت حمید اللہ خاں آذر صاحب پیش پیش رہے ہیں۔ موصوف ان دنوں کراچی میں آباد ہیں اور ممتاز شعراء میں گنے جاتے ہیں۔ آذر سیمابی کے موجودہ قابلِ ذکر تلامذہ میں نظیر احمد نظیر، مکیش ناگپوری، مولانا محمد مصطفیٰ شائق، ظفر کلیم شاہد کبیر، کلیم ناگپوری، افضل حیدری اور دیگر شعراء کے نام آتے ہیں۔

آذر سیمابی صاحب کے پاکستان چلے جانے کے بعد دبستانِ سیماب کی توسیع حضرت طرفہ قریشی اشرفی بھنڈاروی کے ہاتھوں انجام کو پہنچی۔ ناگپور کے ماضی قریب کے بزرگ شعراء نواب غازی آف گیورھا اور حمید ناگپوری کی طرح حضرتِ طرفہ قریشی مرحوم کو نہایت ہی مشہور و معروف اور ممتاز اساتذہ میں گنے جاتے رہے۔ انکے حلقۂ تلامذہ میں ہندستان کے بیشتر مشہور و معروف شعراء کے نام آتے ہیں۔ حضرت بھی اپنے فن میں طاق تھے ناگپور میں آپ کے شاگردوں میں جلیل ساز، فرید تنویر، شارق جمال، حمید دانش، شہزاد اسد، عبداللطیف یاور اور دیگر معروف شعراء شامل ہیں۔

حضرتِ ناطق مرحوم جو ناگپور کی اردو شعری روایت کی آبرو ہیں، ان کے شاگردوں میں مرزا ظفر حسین ظفر ناگپوری بقیدِ حیات ہیں۔ صوفی سردار سیٹھ محمد زین العابدین صاحب عابد ناگپوری بھی شہر کے ممتاز ترین بزرگ شاعروں میں گنے جاتے ہیں اور آپ کی ذاتِ گرامی بھی یادگارِ ناطق کہی جاسکتی ہے۔ اس طرح ناگپور کی شعری روایت دراصل داغ اسکول سے وابستہ ہے جو آگے چل کر حلقۂ ناطق اور حلقۂ سیماب میں تقسیم ہو گئی۔ دونوں ہی حلقے اردو شاعری کی مضبوط و توانا اور قدیم و مروجہ روایات کے پاسدار ہیں اور وزن و آہنگ بحور و عروض اور صنائع بدائع کا اچھا علم رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ناگپور کے شاعر زبان و بیان کی نزاکتوں پر خصوصی توجہ صرف کرتے ہیں ساتھ ہی معنی آفرینی اور خیال افروزی کے حسن سے بھی ان کا کلام مزین ہے۔

چونکہ ماضی قریب اور پچھلے چند برسوں تک بھی استادی شاگردی کا رواج رہا ہے۔ لہٰذا بیشتر شعرا نے ادب میں ہونے والی نئی دھمک پر بہت کم دھیان دیا لیکن ترقی پسند تحریک کا غلغلہ ایسا نہیں تھا کہ کوئی ہوش مند شاعر اپنے کانوں میں کپاس ٹھونس سکتا۔ چنانچہ مولانا ناطقی کے ہم عصروں میں منظور حسین شور نے علم بغاوت بلند کیا اور شاعری جو ابھی تک بندھے ٹکے موضوعات کی پابند رہی تھی اسے نئی دشاؤں سے آشنا کیا۔ چونکہ بدلتی ہوئی ادبی قدروں کا ساتھ دینا ہر تخلیقی فن کار کا وصف ہوتا ہے اس لئے منظور حسین شور کے پیچھے بھی ہم عمر اور نوجوان نسل کے شعرا آمادۂ سفر ہو گئے اور انھوں نے بیشتر نئی آوازوں کو متاثر کیا۔ ان شاعروں میں نواب غازی، حمید ناگپوری، صہبا وحید، شوکت جعفری، نگار صہبائی، ساقی جاوید، ابراہیم فنا، عبدالغفار عزم، جلیل ساز، یوسف سوز خضرائی، شاطر حکیمی، ریاض الرحمٰن شمس، نظر رشیدی، جلیل عرشی، عقیل الٰہ آبادی، پنڈت سوز، ایل سی رندھیر، شاہد کبیر اور نظیر احمد نظیر وغیرہ نمایاں ہوئے۔

رفتہ رفتہ یہ نئی آوازیں اپنی پہچان بناتی گئیں اور ناگپور کی اردو شاعری جو ابھی تک ادب برائے ادب کی قائل تھی اب ادب برائے زندگی کی قائل ہونے لگی۔ اس نے تنقید حیات کو اپنا شعار بنایا اور زندگی کے برے بھلے سیاہ و سفید اور پنہاں و نمایاں موضوعات کو نظم کیا جانے لگا۔ ترقی پسند افکار و خیالات اور طرزِ اظہار سے متاثر ہونے کے بعد طلسم غزل ٹوٹنے لگا۔ شعرا کی آنکھ کھلی تو انھوں نے نظم نگاری کو سماجی تنقید اور عکاسی کے لئے بہتر وسیلہ پایا۔ چنانچہ سنجیدہ شاعری کے ساتھ ساتھ طنز و مزاح نگاروں نے ناگپور کی اردو نظم میں وقیع اضافے کئے۔ حافظ ولایت اللہ حافظ۔ اکبر ناگپوری، سر ناگپوری کے بعد پاگل انصاری نے مزاحیہ شاعری میں اپنا اعتبار قائم کیا۔ بعد کے مزاح نگاروں میں ناظم انصاری، جملوا انصاری، مسعود احمد جھاپڑ اور شبیر نہال انصاری نے اپنی ایمیج بنائی۔

۱۹۶۰ء کے بعد اردو شاعری میں ایک نیا رجحان جدیدیت کے نام سے ابھرنا شروع ہوا۔ یہ انحراف و احتجاج کا رجحان تھا اور اس مکتبِ فکر کے شاعر مواد و ہیئت کے ساتھ ساتھ نظریہ، مقصدیت اور سیاست کی بالادستی سے بھی انکار کرنے لگے۔

نئی شاعری، نئے نئے موضوعات اور نئے اسلوب کے ساتھ نمایاں ہونے لگی اور ہر عہد کی طرح ہمارے عہد کے نئے ادبی رجحان نے بھی نوجوان لکھنے والوں کے علاوہ بعض شعرا کو بھی متاثر کیا۔ چنانچہ جدید شاعری کی لفظیات اور عصری حسیت کی پرچھائیاں۔ طرفہ قریشی، شاطر حکیمی، ڈاکٹر منشاء الرحمٰن، جلیل ساز، عبدالرحمٰن راہی اور دیگر شعرا کے کلام میں دکھائی دیتی ہیں۔

دور بعد میں جدید شاعری کے پیش رو شاہد کبیر، مدحت الاختر اور عبدالرحیم نشتر کے ساتھ ساتھ ضیا انصاری اور ظفر کلیم نے بھی اپنا امیج قائم کیا۔ پروفیسر سید یونس، ڈاکٹر بدر جمیل، شکیب غوثی، فدا المصطفیٰ فدوی، افضل حیدری، ظہیر عالم، شہزاد اسد، شارق جمال محفوظ اثر، محمد غلام رسول اشرف، قتیل عثمانی اور دیگر نوجوان شاعروں نے بھی نئے ادب کے اثرات قبول کئے بالخصوص سید یونس نے اپنی انفرادیت قائم کرلی۔

اس وقت ناگپور کامٹی میں مذکورہ بالا فنکاروں کے علاوہ غیور جعفری، اقبال اشہر، خلش قادری، تابش حلیمی، حامد دکنی، غلام السیدین ربانی، خلیق الزماں انصاری اور ڈاکٹر رشید المظفر جمال کے ناموں کو شامل کیا جاسکتا ہے۔

ناگپور کی شاعرانہ فضا اور شعری روایت نہایت جاندار اور قابلِ رشک ہے کئی فنکار ملک گیر شہرت کے حامل ہیں۔ فروغ نقاش، ظفر کلیم اور شاہد کبیر کا کلام مختلف مغنی پیش کرتے رہے ہیں۔ ان شاعروں کے ریکارڈ بھی مقبولِ عام ہوئے ہیں۔ بہت سے شاعروں کے لب و لہجے کی تازگی اور تیکھا پن انکے شاندار مستقبل کی غمازی کرتے ہیں۔

ہمارے شعرا شاعروں کی عارضی شہرت کے ماحول سے نکل کر نشر و اشاعت کی طرف متوجہ ہو جائیں تو برصغیر کی اردو دنیا حیرت و مسرت سے ہم کنار ہوگی کہ ناگپور کے شاعر واقعی سخنور اور سخن فہم بھی ہیں۔ ناگپور کی شعری روایت رنگارنگ اور متنوع ہے جس کا اندازہ آپ اس کتاب میں شامل غزلوں اور منتخب اشعار سے بھی لگاسکیں گے۔

مجھے یقین ہے کہ ناگپور کے شاعر یقیناً مشہور و معروف اردو اسکولوں اور مرکزوں سے کسی طرح پیچھے نہیں ہیں۔ کاش وہ اپنی زندگی کا ثبوت پیش کریں اور کاغذ پر

اپنا وجود اپنی جان اور اپنا وزن محسوس کروائیں۔

موجودہ شعرائے ناگپور

(۱) میر عبدالرزاق شعور ۱۸۹۸ء کو ناگپور میں پیدا ہوئے۔ ناطق گلاؤٹھوی نواب غازی اور طرفہ قریشی کی محفلوں کے شاعر ہیں۔ روایتی طرز فکر کے نمائندہ شعرا میں گنے جاتے ہیں ان دنوں صاحب فراش ہیں (۲) محمد اسحاق خاں اسحاق کا سن ولادت ۱۹۰۰ء ہے ناگپور کے بزرگ شعرا میں گنے جاتے ہیں۔ شہر کی معروف سوشل ورکر اور ممبر مہاراشٹر اردو اکیڈمی شریمتی شمس النساء قمر پٹیل کے والد ہیں۔ (۳) شہادت حسین شہادت ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے۔ منقبت کے شاعر ہیں (۴) میر خورشید علی خورشید کی تاریخ ولادت ۵ جون ۱۹۰۷ء ہے۔ بزرگ شاعروں میں ہے۔ آپکی صاحبزادی ناندیڑ سے مہاراشٹر اردو اکیڈمی کی ممبر منتخب ہوئی ہیں (۵) محمد حسین خاطر سن ولادت ۱۹۱۰ء (۶) محمد حسن ندیم اور (۷) محمد یعقوب ساقی ۱۹۱۶ء میں پیدا ہوئے (۸) حمید احمد اللہ خاں آذر سیمابی ۱۵ جنوری ۱۹۲۱ء کو بنگالی پنجہ ناگپور میں پیدا ہوئے۔ ان دنوں کراچی میں آباد ہیں۔ غزل گوئی اور مضمون نگاری کا رجحان رکھتے ہیں اور کلام میں رنگ تصوف موجود ہے (۹) عبدالرب خاں کیف کی تاریخ ولادت ۲۱ جون ۱۹۲۱ء ہے۔ حیرت لدھیانوی سے استفادہ و اصلاح کرتے رہے ان دنوں پاکستانی شہری ہیں (۱۰) ندیم ناگپوری کی تاریخ ولادت ۱۷ نومبر ۱۹۲۱ء ہے آذر سیمابی کے شاگردوں میں ہے (۱۱) فروغ نقاش کا سن ولادت ۱۹۲۲ء ہے۔ پختہ مشق شاعر ہیں۔ غزل گوئی سے ابتدا کی لیکن میدان نظم میں نام کمایا۔ کم و بیش ۲۵ برسوں سے نہایت استقلال کے ساتھ ہندوستان کی تاریخ کو منظوم کر رہے ہیں۔ آپکی محنت شاقہ کا ایک باب "مہابھارت" شاہنامۂ ہند کے نام سے مرکزی وزیر نشر و اشاعت عالیجناب وسنت ساٹھے صاحب کے التفات نظر سے حکومت ہند کے پبلکیشنز ڈویژن کی طرف سے عنقریب شائع ہو رہا ہے۔ فروغ صاحب کا بہت سا کلام بابائے قوالی اسماعیل آزاد مرحوم کی آواز میں عرصہ تک لوگوں کی زبان پر رہا

ہے۔ (۱۲) صوفی سردار زین العابدین عابد کی تاریخِ ولادت ۵ جنوری ۱۹۲۲ء ہے
بزرگ شعرا میں گنے جاتے ہیں۔ عرصۂ دراز سے زبان و ادب کی خدمت انجام دے رہے ہیں
(۱۳) ساقی جاوید ۱۵ مارچ ۱۹۲۲ء کو ناگپور میں پیدا ہوئے۔ برصغیر کے معروف شاعر ہیں
ان دنوں کراچی میں آباد ہیں۔ ریڈیو پاکستان سے آپ کا نغمہ "چاند میری زمیں پھول میرا
وطن" بہت مقبول ہوا (۱۴) قدرت اللہ قدرت کی تاریخ ولادت یکم جولائی ۱۹۲۲ء ہے
(۱۵) شہاب الدین شہاب ۲۱ جنوری ۱۹۲۳ء کو پیدا ہوئے (۱۶) محمد قاسم حافظ بکیس ۱۹۲۴
میں پیدا ہوئے۔ (۱۷) پیر غلام صالم کا سالِ ولادت ۱۹۲۵ء ہے (۱۸) شریف اورنگ
۱۶ اپریل ۱۹۲۵ء کو پیدا ہوئے۔ شاعر کے علاوہ افسانہ نگار کی حیثیت سے بھی مشہور ہیں
(۱۹) الحاج شیخ اکبر علی اکبر کی تاریخ پیدائش ۱۵ مئی ۱۹۲۶ء ہے۔ مخصوص رنگِ
سخن کے شاعر اور نہایت مقام و مرتبہ کے حامل بزرگ ہیں (۲۰) عبدالحمید رواں
جونپوری کا سالِ ولادت ۱۹۲۶ء ہے۔ روایتی رنگِ سخن کے مشاق شاعر ہیں (۲۱) الحاج
محمد حنیف انصاری حنیف ۲۶ اپریل ۱۹۲۶ کو پیدا ہوئے۔ قدیم رنگِ سخن کے معروف شاعر
ہیں (۲۲) شوکت جعفری ۲۰ اگست ۱۹۲۶ء کو بیانہ میں پیدا ہوئے۔ ناگپور کے اولین اردو
لکچررس میں شمار ہونے والی معزز ہستی سید اقبال حسین جعفری کے فرزند ہیں۔ ترقی پسند مکتبِ
فکر کے شاعر ہیں۔ ان دنوں پاکستانی شہری ہیں (۲۳) منور حسین شاکر اورنگ آبادی یکم جون
۱۹۲۶ء کو اورنگ آباد میں پیدا ہوئے ناگپور میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ ناگپور یونیورسٹی کے
اولین اردو گولڈ میڈلسٹ اور بہترین مقرر ہیں۔ شاعری اور افسانہ نگاری کا ستھرا ذوق
رکھتے ہیں۔ "سمن زار" کے نام سے سی پی و برار کے شاعروں کا انتخابِ کلام شائع کر چکے
ہیں (۲۴) عبدالمجید ہاتم کی تاریخ پیدائش ۲۶ جولائی ۱۹۲۶ء ہے (۲۵) شیخ اسماعیل
محسن ۱۲ فروری ۱۹۲۷ء کو پیدا ہوئے (۲۶) شارق جمال ۲۱ اکتوبر ۱۹۲۸ء میں پیدا ہوئے
خوش فکر شاعر ہیں۔ قدیم و جدید رنگِ سخن اختیار کیا ہے۔ مرحوم طرفہ قریشی بھنڈاروی کے
جانشین ہیں (۲۷) مولانا محمد مصطفیٰ شائق ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۸ء کو پیدا ہوئے نعت و سلام اور
منقبت و غزل کے شاعر ہیں۔ پہلے رواں جونپوری سے اصلاح لی پھر حلقۂ آذر سیمابی میں

شامل ہوگئے۔ (۲۸) ناظم انصاری کا سالِ ولادت ۱۹۲۸ء ہے۔ ناگپور کی مزاحیہ شاعری کی آبرو ہیں۔ ہندوستان کے ہر مقام کا مشاعرہ لوٹ چکے ہیں۔ مجموعۂ کلام "گوبھی کے پھول" شائع ہو چکا ہے (۲۹) قاضی سید صولت حسین ۲۸ نومبر ۱۹۲۸ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کی بیگم صاحبہ ثریا صولت حسین افسانے بھی لکھتی ہیں اور شعر بھی کہتی ہیں۔ قاضی صاحب ناگپور کورٹ میں منصفی کے فرائض انجام دیتے ہیں (۳۰) عبدالحمید افسر عاظمی ۲۴ اگست ۱۹۲۹ کو پیدا ہوئے (۳۱) عبدالرفیق انصاری ۲۵ دسمبر ۱۹۲۹ء کو پیدا ہوئے۔ پندرہ روزہ اخبار ہمہ گیر ناگپور کے مدیر اعلیٰ ہیں (۳۲) محمد عظیم (۳۳) اقبال اظہر قنوجی ۱۹۳۰ء میں پیدا ہوئے۔ (۳۴) مولوی قاضی عبدالوکیل ظفر کی تاریخِ ولادت ۴ اپریل ۱۹۳۰ء ہے جامعۂ عربیہ ناگپور کے ممتاز عالم ہیں۔ (۳۵) الٰہی بخش راز کریمی ۱۲ اپریل ۱۹۳۱ء کو پیدا ہوئے (۳۶) جلیل ساز ۲ فروری ۱۹۳۱ء کو ناگپور میں پیدا ہوئے۔ مقامی شاعروں میں بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔ ممتاز سماجی کارکن بھی ہیں۔ ایک مدت سے زبان و ادب کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ بے شمار ادبی و تہذیبی انجمنوں سے وابستہ ہیں۔ آپ کو شعر و شاعری سے فطری لگاؤ ہے۔ کلام میں پختگی کے ساتھ ساتھ تاثر بھی ہوتا ہے۔ آپ کی مشہور نظم "رخصتی" چلی میکے سے دلہن / دیکھے صدرنج و محن ایک مدت سے مقبولِ خاص و عام ہے (۳۷) محمد اسرائیل گوہر ۱۵ جنوری ۱۹۳۱ء کو پیدا ہوئے (۳۸) عبدالواحد ہمسر ۱۵ جنوری ۱۹۳۱ء کو پیدا ہوئے۔ ترجمانِ فطرت حضرت مولانا صوفی حمید اللہ خاں آذر سیمابی کے شاگردوں میں پختہ مشق نظم گو شاعر ہیں لیکن دیگر اصنافِ سخن پر بھی قدرت رکھتے ہیں (۳۹) محمد نظام الدین منظر ۲۳ دسمبر ۱۹۳۱ء کو پیدا ہوئے قدیم رنگِ سخن کے شاعر ہیں (۴۰) صابر جبلپوری ۱۹۳۱ء کو ناگپور میں پیدا ہوئے (۴۱) عبدالحق ارفی کا سالِ ولادت بھی ۱۹۳۱ء ہے۔ پختہ مشق شاعر ہیں۔ لوک گیتوں اور پوربی زبان کی عوامی شاعری کا ملکہ حاصل ہے (۴۲) محفوظ الکبیر (شاہد کبیر) یکم مئی ۱۹۳۲ء کو ناگپور میں پیدا ہوئے۔ ترقی پسند اندازِ فکر کی رومانی شاعری سے شہرت ملی لیکن عصری حسیت سے رچی ہوئی نئی شاعری سے ممتاز مقام پایا۔ ودربھ میں جدید شاعری کے پیش رو ہیں۔ ۱۹۵۸ء میں ناول "کچی دیوار" ۱۹۶۸ء میں

جدید غزلوں کا معتبر انتخاب "چاندوں اور" اور ۱۹۷۹ء غزلوں کا پہلا مجموعہ "مٹی کا مکان" شائع ہو چکا ہے۔ مہاراشٹر اردو اکیڈمی کے انعام یافتہ اور ہندوپاک کے ممتاز جدید غزل گو ہیں (۴۳) پروفیسر سید یونس ۲۳ اگست ۱۹۳۲ء کو امراپور ضلع بلڈانہ میں پیدا ہوئے نیشنل دھنوٹے کالج ناگپور میں انگریزی کے پروفیسر ہیں۔ انگریزی ادب کا اچھا مطالعہ ہے عصری ادب سے رچی ہوئی، گہری، فلسفیانہ اور دھیمے طنزیہ لہجے میں غزل کہتے ہیں۔ کچھ کلام پاکستانی رسائل میں شائع ہو چکا ہے۔ دور بعد کے ممتاز ترین نئے شاعروں میں گنے جاتے ہیں (۴۴) نظیر احمد نظیر کا سالِ ولادت ۱۹۳۲ء ہے۔ دور بعد کے معروف شاعر ہیں۔ نظم و غزل دونوں پر قدرت حاصل ہے۔ آکاش وانی ناگپور سے کئی بار نشر ہو چکے ہیں۔ اِن دنوں کینسر کے موذی مرض میں مبتلا ہیں (۴۵) محمد فرید خاں تنویر کا آبائی وطن ناگپور ہے۔ تاریخ ولادت ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۳ء ہے۔ ۱۹۴۸ء سے مشقِ سخن کا آغاز ہوا۔ نظم نگاری کا اچھا سلیقہ ہے۔ محکمۂ آثارِ قدیمہ میں ممتاز عہدے پر فائز ہیں اور اکثر تحقیقی مقالات سپردِ قلم فرماتے ہیں۔ آپ کی بعض تخلیقات آکاش وانی ناگپور سے نشر ہو چکی ہیں (۴۶) محمد یونس مینکش ناگپوری ایک مقبول شاعر ہیں۔ یکم جولائی ۱۹۳۳ء کو پیدا ہوئے۔ آذر سیمابی سے اصلاح اور اب ان کے جانشین ہیں۔ اگر شخصیت اسم بامسمیٰ نہ ہوتی تو وہ ملک کے چند اچھے شاعروں میں گنے جاتے (۴۷) محمد عارف ناگپوری کا سن ولادت ۱۹۳۴ء ہے۔ مینکش ناگپوری کے شاگرد ہیں (۴۸) عبدالحئی ناصر فریدی کی تاریخ پیدائش ۱۵ اگست ۱۹۳۴ء ہے شاعری کا شوق آغاز شباب کے ساتھ بیدار ہوا۔ آذر سیمابی سے استفادہ کیا اور کئی مشاعروں میں شرکت کی۔ بطورِ خاص غزل کے شاعر ہیں (۴۹) وقار صدیقی ۱۱ ستمبر ۱۹۳۴ء کو لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ بسلسلۂ ملازمت طویل مدت تک ناگپور میں رہے۔ قطعات رباعیات اور نظم و غزل کے شاعر ہیں (۵۰) عبدالعزیز فاروقی ۲۲ نومبر ۱۹۳۴ء کو ناگپور میں پیدا ہوئے۔ شعر و سخن کا ذوق ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد ہائی اسکول ناگپور میں ٹیچر ہیں (۵۱) بشیر احمد بشیر لکھنوی ۴ فروری ۱۹۳۵ء (۵۲) شجاع الدین خاں شہرت قنوجی ۱۹۳۵ء (۵۳) سید شوکت علی فہمی مرزا اظفر ناگپوری کے شاگرد ہیں کراچی میں آباد ہو گئے ہیں۔ سالِ ولادت ۱۹۳۵ء ہے (۵۴) یونس انیس

یکم جولائی ۱۹۳۵ء (۵۵) رحمت اللہ راشد احمد آبادی ۶ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو پیدا ہوئے
نظم اور نثر لکھتے ہیں۔ اسلامیہ ہائی اسکول ناگپور کے عملے میں شامل ہیں (۵۶) جمال احمد
جمگواہ ۶ جون ۱۹۳۶ء تاریخِ ولادت ہے۔ وودربھ کے پوربی زبان کے مشہور مزاح نگار شاعر
ہیں (۵۷) سید شوکت شمیم کا سنِ ولادت بھی ۱۹۳۶ء ہے۔ مرزا ظفر ناگپوری کے شاگرد ہیں
بمبئی میں ملازمت کرتے ہیں (۵۸) عبدالمجید الماس کی تاریخ پیدائش ۲۰ جون ۱۹۳۷ء ہے
شرف تلمذ حضرت آذر سیمابی سے رہا۔ ان دنوں شاعری سے کنارہ کش ہیں (۵۹) منظفر علی
مظفر ۱۵ مئی ۱۹۳۷ء کو پیدا ہوئے۔ واحد بسمر ناگپوری کے شاگرد ہیں (۶۰) مسعود احمد جاپڑ
۱۹ نومبر ۱۹۳۷ء کو پیدا ہوئے مشہور غزل گو شاعر ہیں۔ مہاراشٹر اسٹیٹ الکٹریسٹی بورڈ میں
ملازمت کرتے ہیں (۶۱) رحمت علی ہوش یکم جولائی ۱۹۳۷ء (۶۲) غلام محمد بختیار قیسی
۱۹۳۷ء (۶۳) عبدالرؤف نظر فرخ آبادی کی تاریخ ولادت ۳۱ جولائی ۱۹۳۷ء ہے (۶۴)
ضیاء الحق انصاری ضیاء ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء کو پیدا ہوئے۔ معمولی تعلیم لیکن ذہن رسا
پایا۔ جدید و قدیم ہر رنگ کی شاعری کر لیتے ہیں۔ ملک کے مشہور و معروف قوال آپکا
کلام پڑھتے ہیں۔ آکاش وانی ناگپور سے آپ اور آپکا کلام نشر ہو چکا ہے (۶۵) شمشیر
خاں ظفر کلیم ۵ دسمبر ۱۹۳۸ء کو پیدا ہوئے۔ حضرت آذر سیمابی کے شاگرد اور ناگپور کے
سب سے زیادہ مقبول و معروف شاعر ہیں۔ اردو ہندی ساہتیہ سنگم لکھنؤ کی طرف سے
۱۹۸۰ء کا غزل ایوارڈ ملا۔ اولین مجموعۂ کلام "طلسمِ غزل" کے نام سے مارچ ۱۹۸۱ء
میں شائع ہو چکا ہے۔ ظفر بہت پیارے اور مخلص انسان ہیں۔ اسلامیہ ہائی اسکول
ناگپور میں ٹیچر ہیں۔ (۶۶) محمد ایوب بشر ۱۹۳۸ء (۶۷) محمد یوسف راز ۴ اپریل
۱۹۳۸ء۔ نظم و نثر کی مختلف اصناف میں طبع آزمائی فرماتے ہیں (۶۸) عبدالحمید
دانش ۱۵ فروری ۱۹۳۹ء کو پیدا ہوئے۔ طرفہ قریشی بھنڈاروی کے شاگرد ہیں۔ اپنے
سحر طراز ترنم کے باعث بھی دور تک مشہور ہیں (۶۹) وکیل پرویز کی تاریخ ولادت ۷ جولائی
۱۹۳۹ء ہے۔ زیادہ تر نظم کہتے ہیں (۷۰) جلیل حنفی ۲۰ اپریل ۱۹۳۹ء (۷۱) عرفان
قنوجی ۱۶ اکتوبر ۱۹۴۰ء (۷۲) عبدالجبار تاج یکم جنوری ۱۹۴۲ء کو ناگپور میں پیدا

ہوتے مارس کالج کے شاعرانہ ماحول میں تربیتِ ذوقِ سخن ہوئی۔ بڑے پیارے ترنم سے کلام سناتے ہیں۔ طرفہ قریشی سے اصلاحِ سخن لی۔ لکشمی ٹرانسپورٹ ناگپور کے مالک ہیں (۷۳) عبدالغفار شاکر یکم جنوری ۱۹۴۲ء کو ناگپور میں پیدا ہوئے خوش مذاق شاعر ہیں۔ اصلاحی فکر کو ترجیح دیتے ہیں (۷۴) عبدالکلیم کلیمؔ ناگپوری کی تاریخِ پیدائش ۱۹ مئی ۱۹۴۰ء ہے ہائی اسکول تک تعلیم حاصل کی آذر سیمابی سے اصلاحِ سخن لی اور جب سے جدید طرزِ فکر کو اپنایا ہے تب سے شاہد کبیر سے مشورہ کرتے ہیں (۷۵) ظفر علی راہی گیت اور غزل کے شاعر ہیں۔ سالِ ولادت ۱۹۴۲ ہے (۷۶) افضل حیدری کی تاریخِ پیدائش یکم جولائی ۱۹۴۲ء ہے۔ آپ ایک اچھے مصور بھی ہیں۔ شاعری میں آذر سیمابی کو رہبر بنایا۔ ان دنوں جدید حسیت سے متاثر ہیں۔ نظم اور غزل کے پرگو شاعر ہیں۔ (۷۷) شریف احمد شریف ۱۹۴۲ء میں پیدا ہوئے۔ ساحر لدھیانوی سے متاثر ہیں۔ ان کے رنگ کی کامیاب نظمیں کہتے ہیں آپ کو نثر نگاری میں کمال حاصل ہے۔ (۷۸) محمد خضر ناگپوری معروف غزل گو ہیں یکم جولائی ۱۹۴۳ء کو پیدا ہوئے (۷۹) محمد شبیر نہال انصاری ناگپور کے پرگو مزاحیہ شاعر ہیں۔ آپ کی تاریخ ولادت یکم جنوری ۱۹۴۳ء ہے (۸۰) عبدالکریم سرورؔ آسی یکم اپریل ۱۹۴۴ (۸۱) عبدالکریم گہر ۲۷ اگست ۱۹۴۴ء (۸۲) قتیل عثمانی ۱۹۴۴ء (۸۳) عبداللطیف یاور ۱۹۴۵ (۸۴) وکیل نجیب کی چند نظمیں ماہنامہ شمع دہلی میں شائع ہوئی ہیں۔ تاریخ پیدائش یکم جولائی ۱۹۴۶ء ہے۔ (۸۵) ڈاکٹر غازی امان ۲ نومبر ۱۹۴۶ء (۸۶) ڈاکٹر بدر جمیل ۲ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو پیدا ہوئے۔ سیپ کراچی اور فنکار کراچی میں چھپ چکے ہیں۔ نثر بھی لکھتے ہیں جدید طرز کے سلجھے ہوئے شاعر ہیں۔ (۸۷) بابو کلیم اللہ انصاری ۸ ستمبر ۱۹۴۶ء (۸۸) ریاض غازی پوری ۱۹۴۷ء (۸۹) عبدالسلام وفا معروف کاتب اور نثر نگار، قمر بائی اسکول کے ٹیچر ہیں یکم جولائی ۱۹۴۷ء کو پیدا ہوئے (۹۰) محمد غلام رسول اشرف کا کلام ملک کے معیاری جرائد میں شائع ہو چکا ہے۔ جدید مکتبِ فکر کے شاعر، بہترین خوشنویس، اچھے کھلاڑی، تجربہ کار سائنس ٹیچر اور کامیاب نثر نگار ہیں۔ خوش گلو بھی ہیں اور خوش آواز بھی۔ آکاش وانی ناگپور کے اردو پروگرام کو اناؤنس بھی کیا ہے۔ ۹ جولائی ۱۹۴۸ء کو ناگپور میں پیدا ہوئے۔ سانے

گردجی اردو ہائی اسکول میں ٹیچر ہیں (۹۱) محمد سمیع اللہ سمیع ناگپوری اصغر گونڈوی پر تحقیقی
کام کر رہے ہیں۔ تاریخ ولادت یکم جولائی ۱۹۴۸ء ہے (۹۲) محمد انعام الحق عرفان ۲
فروری ۱۹۴۸ء (۹۳) محمد شرف الدین ساحل ۲ اگست ۱۹۴۹ء کو ناگپور میں پیدا ہوئے۔
رجحان طبیعت تحقیقی کاموں کی طرف مائل ہے۔ ملت اسلامیہ کا سفر' اور بیان یزدانی میر تھی
شخصیت و شاعری' دو کتابوں کے علاوہ متعدد تحقیقی مضامین شائع ہو چکے ہیں' کامٹی کی
ادبی تاریخ' زیر طبع ہے۔ عنقریب شعری مجموعہ بھی شائع ہو رہا ہے۔ مانی ناگپوری اور
مرزا ظفر ناگپوری کے بعد علامہ شارق ایرایانی مدیر ماہنامہ زبان ہند کانپور کے شاگرد ہوئے
ان دنوں ناگپور مہاودیالیہ میں اردو کے لکچرر ہیں (۹۴) مبین الدین راسخ یکم جولائی
۱۹۴۹ء (۹۵) محمد نظیر الدین ۱۱ مئی ۱۹۴۹ء (۹۶) نظیر نخشب ۱۹۵۰ء (۹۷) محفوظ
اثر یکم جولائی ۱۹۵۰ء (۹۸) محمد یٰسین نصرت یکم مئی ۱۹۵۰ء (۹۹) ساجد شکیل یکم جولائی
۱۹۵۰ء (۱۰۰) فیض اللہ فیض ۲۱ اگست ۱۹۵۰ء (۱۰۱) شمس الدین حامد ۱۳ جولائی ۱۹۵۱ء
(۱۰۲) جمیل افسر ۲ فروری ۱۹۵۱ء (۱۰۳) افتخار احمد عدیم ۲۰ جون ۱۹۵۱ء (۱۰۴) محی
الدین خاں شہزاد اسد ۲ جنوری ۱۹۵۱ء شہر کے سلجھے ہوئے نوجوان شاعروں میں گنے
جاتے ہیں۔ (۱۰۵) ظہیر عالم کا سن ولادت ۱۹۵۲ء ہے۔ ایک اچھے جدید شاعر ہیں۔ غزلوں
کے ساتھ ساتھ کامیاب نظم نگار بھی ہیں (۱۰۶) نسیم احمد نسیم ۱۳ مارچ ۱۹۵۲ء (۱۰۷) عبد
الحبیب حامد دکنی اچھا ترنم اور اچھے اشعار کے حامل ہیں۔ سن ولادت ۱۹۵۲ء ہے (۱۰۸)
فدا المصطفیٰ فدوی ۱۵ اپریل ۱۹۵۲ء کو ناگپور میں پیدا ہوئے۔ سبحانیہ اسکول سے
میٹرک اور ناگپور مہاودیالیہ سے ایم اے کیا۔ عرصہ تک جونیر کالج آف آرٹس
لپسہ میں اردو اور فارسی کے لکچرر رہے۔ آج کل ناگپور مہاودیالیہ میں پڑھاتے ہیں۔
سید احتشام حسین پر تحقیقی کام مکمل کر چکے ہیں۔ نوجوان جدید شاعروں میں آپ بڑی سنجیدہ
طبیعت کے حامل ہیں (۱۰۹) سید جیلانی خالد ۱۲ جولائی ۱۹۵۳ء (۱۱۰) جمیل احمد جمیل
۱۶ اکتوبر ۱۹۵۳ء (۱۱۱) شمیم الماس ۹ اپریل ۱۹۵۴ء (۱۱۲) انور جلیل انور ۳۰ دسمبر
۱۹۵۴ء (۱۱۳) شکیل احمد انور ۲ مارچ ۱۹۵۶ء (۱۱۴) عبد الکلیم کاشف ۲ جنوری ۱۹۶۳ء

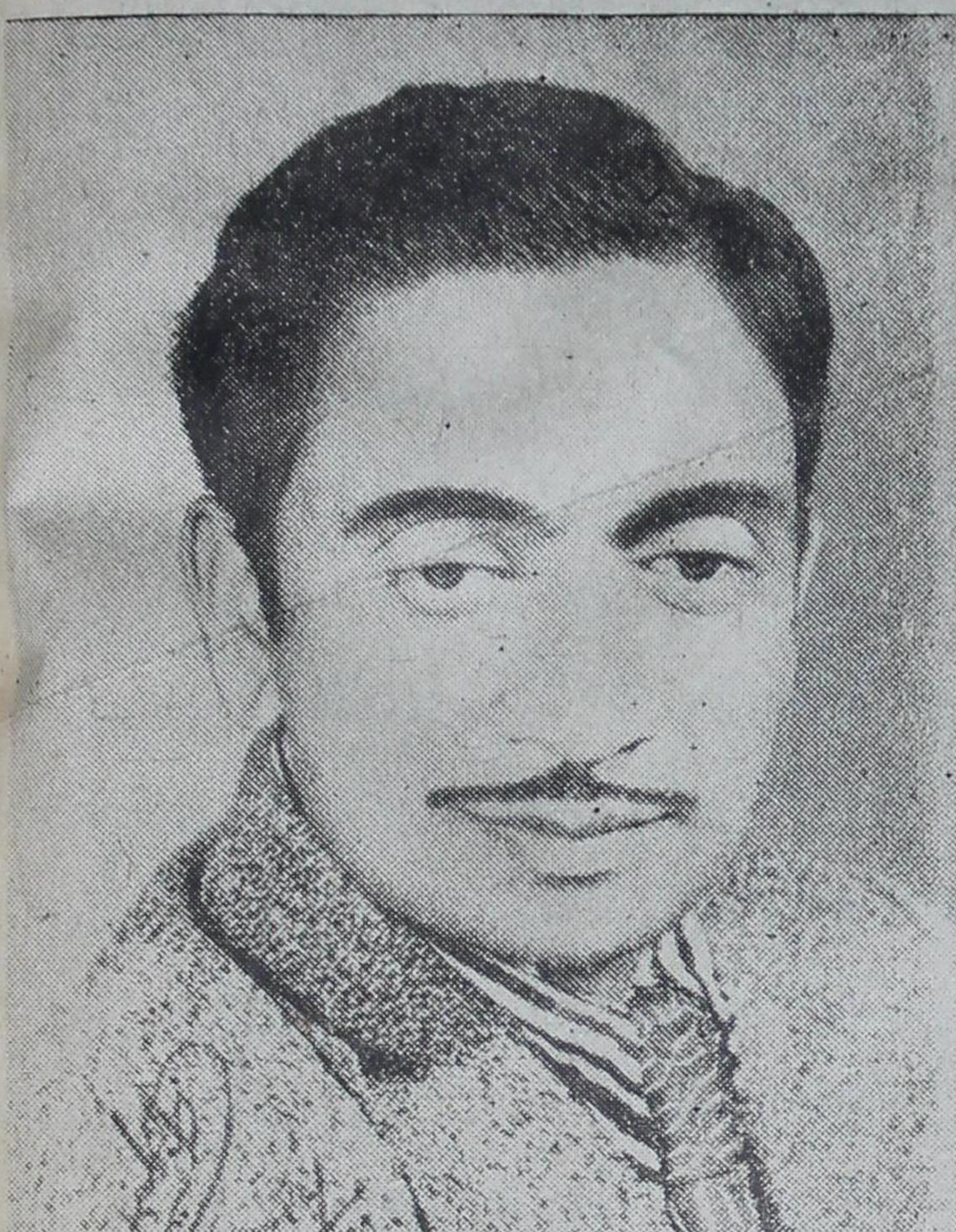
(۱۱۵) سعید جوہر یکم جولائی ۱۹۴۹ء (۱۱۶) میر عظمت علی کیف ۵ اگست ۱۹۶۲ء (۱۱۷) انور بابر کمار عاشق ۳ ستمبر ۱۹۵۹ء (۱۱۸) صلاح الدین اختر ۲ دسمبر ۱۹۴۵ء (۱۱۹) نظام الدین شکیب غوثی یکم جولائی ۱۹۴۸ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی سن و سال کا زمانہ دیہاتی ماحول میں بسر ہوا۔ مراٹھی میڈیم سے بی اے تک تعلیم حاصل کی۔ پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ کے ملازم ہیں لیکن ذہن رسا کی دولت سے مالا مال ہیں۔ مصوّر کار نجوی کی طرح اپنے ذوق خداداد سے اردو سیکھی۔ ناگپور کے نوجوان شاعروں میں ایک اچھے فنکار ہیں۔ ان کی نظمیں ہوں یا غزلیں ہر تخلیق میں انتشار ذات کا کرب پوری شد و مد کے ساتھ ابھرتا ہے۔ شاعروں اور رسائل و جرائد میں چھپنے سے گریز کرتے ہیں۔ لیکن ذخیرۂ کلام کتابی صورت میں شائع ہو جائے تو ان کا امیج اور مقام بن سکتا ہے (۱۲۰) غالب قمر ۳۰ اپریل ۱۹۵۳ء کو پیدا ہوئے۔ فروغ نقاش کے فرزند ہیں (۱۲۱) رجب عمر ۵ مارچ ۱۹۵۳ کو پیدا ہوئے۔ نظم و نثر سے لگاؤ ہے۔ آکاش وانی جل گاؤں سے وابستہ ہیں۔ (۱۲۲) مرزا مظفر حسین ظفر ناگپوری مولانا ناطق کے ارشد تلامذہ میں سے ایک ہیں۔ شعر و ادب میں زندگی صرف کر دی۔ بنہایت پختہ مشق اور پر گو شاعر ہیں۔ ایک مدت تک ماہنامہ احسن رام پور کے مدیر رہے "آپ نے بزم احسن" بھی قائم کی تھی جس کے تحت شعری نشستوں اور طرحی مشاعروں کا اہتمام بھی کیا جاتا تھا۔ آپ کی غزلیں اپنے وقت کے اہم رسائل میں شائع ہوتی رہی ہیں۔ بے شمار غزلیں کہیں۔ متعدد شاگرد بنائے۔ دیوان شائع نہیں ہوا۔ منشی عبدالقدیر ناگپوری نے آپ کا منتخب کلام آٹھ صفحات کے کتابچے کی صورت "نوائے ظفر" کے نام سے ۶ جنوری ۱۹۴۵ء میں شائع کیا تھا۔ مرزا ظفر ۱۹ ستمبر ۱۹۱۲ء کو ناگپور میں پیدا ہوئے۔ اگلے وقتوں کی آخری نشانیوں میں ہیں۔ ماسٹر مصطفٰے خاں صاحب آپکا دیوان ترتیب دے رہے ہیں۔ امید ہے اب دیوان ظفر شائع ہو جائے گا (۱۲۳) سید مختار احمد مختار ۱۹۱۲ء میں پیدا ہوئے۔ پرانے بزرگوں سے فیض یاب ہیں (۱۲۴) محمد شریف قادری ناگپوری ۴ فروری ۱۹۵۲ء کو پیدا ہوئے (۱۲۵) عبدالحمید جگر یکم اگست ۱۹۵۵ء (۱۲۶) محمد نظیر ضامن ۹ جولائی ۱۹۳۷ء (۱۲۷) عبدالجبار سحر یکم جون ۱۹۴۳ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی کلام پہ مولانا ناطق سے اصلاح لی۔ (۱۲۸) رسول حسین انور ۳۰ دسمبر ۱۹۴۷ء کو پیدا ہوئے۔ ڈاکٹر

منشاء سے مشورہ سخن کرتے ہیں (۱۲۹) ادیب سید مقصود علی مقصود ۱۸ مئی ۱۹۴۳ء (۱۳۱) سلیم احمد زخمی ۱۹۲۲ء میں پیدا ہوئے۔ سترہ برس کی عمر سے شعر کہنا شروع کیا۔ ابتدا میں اپنا کلام مرزا اسد آغا حسین آغا صاحب کو دکھایا۔ بعد کو مولانا ناطق کے حلقہ تلامذہ میں شامل ہوئے ان دنوں بالود میں مقیم ہیں (۱۳۲) محمد عبدالقدیر صدیقی صابر ۱۰ اپریل ۱۹۴۲ کو ناگپور میں پیدا ہوئے۔ بہار مدینہ اور زخم دل کے نام سے دو مجموعے شائع ہوئے۔ ان دنوں جبلپور میں آباد ہیں (۱۳۳) سید خورشید علی نظمی یکم جولائی ۱۹۲۵ء کو پیدا ہوئے۔ شعر گوئی کی ابتدا ۱۹۴۲ء میں کی۔ حضرت سلیم احمد زخمی سے فیض یاب ہوئے۔ ان دنوں بھلائی نگر میں مقیم ہیں (۱۳۴) نگار صہبائی اردو گیت کی روایت میں پہلے شاعر ہیں کہ انھوں نے اس صنف کو اردو کی سنجیدہ تخلیقی صنف بنا دیا۔ انجم اعظمی کے مطابق امیر خسرو اور آرزو لکھنوی کے بعد اردو گیت لکھنے والوں میں نگار صہبائی تیسرا بڑا نام ہے۔ نگار ۱۹۳۰ء میں پیدا ہوئے۔ اکتوبر ۱۹۴۷ء میں ناگپور سے کراچی چلے گئے۔ ان دنوں پاکستان کے اہم ترین شاعروں میں آپ کا نام بھی لیا جاتا ہے۔ گیتوں کے دو مجموعے "جیون درپن" (۱۹۶۳) اور "من گاگر" (مارچ ۱۹۷۸) شائع ہو چکے ہیں (۱۳۵) محمد ابراہیم خاں فنا ناگپور میں پیدا ہوئے۔ تقسیم ہند سے قبل سی پی و برار کی مقبول ترین مسلم لیگی ہستیوں میں سے ایک ہیں۔ آپ کی اردو خدمات کا دائرہ نہایت وسیع ہے۔ اسی لئے نواب صدیق علی خاں نے اپنی تصنیف "بے تیغ سپاہی" (مطبوعہ ۱۹۷۰ء الائنز بک کارپوریشن کراچی) میں آپ کو "فنا فی الاردو" کے نام سے یاد کیا ہے (۱۳۶) کامل بہزادی مشاعروں کا معروف نام ہے۔ بھوپال میں رہتے ہیں (۱۳۷) زیب النساء مخفی ناگپور کی مشہور شاعرہ ہیں۔ بھلائی نگر میں رہتی ہیں (۱۳۸) محمد بشیر نصرت ناگپور کے سرگرم اردو ورکر ہیں۔ ان دنوں رائے پور میں ہیں اور ہفتہ وار سنگ میل کے مدیر ہیں (۱۳۹) محمد طارق اختر انصاری ایک نفیس اور خوش فکر شاعر ہیں۔ رائے پور میں آباد ہیں۔

ذیل میں ان شاعروں اور شاعرات کے نام درج ہیں جنکی سوانحی معلومات حاصل نہ ہو سکیں

(۱۴۰) نکہت خاں نکہت (۱۴۱) ثریا صولت حسین (۱۴۲) شائستہ جبین حنا (۱۴۳) فرزانہ انجم (۱۴۴) نسیم بیگم صدیقی (۱۴۵) اختر ناگپوری (۱۴۶) منہاج الحسن (۱۴۷) ایل سی

رند صغیر (۱۴۸) رفیق سحر (۱۴۹) دلکش ناگپوری (۱۵۰) خلیل صادق (۱۵۱) عبد الکریم عابد (۱۵۲) اسد خاں اسد (۱۵۳) شبیر عاصم (۱۵۴) ندیم رضوی (۱۵۵) نور خاں ندیم (۱۵۶) مظہر ناگپوری (۱۵۷) محمد اسحاق اکمل (۱۵۸) احسن ترابی (۱۵۹) سلیم دیوانی (۱۶۰) انور احمد انور (۱۶۱) خلیل افسر (۱۶۲) آصف الہ آبادی (۱۶۳) محمود ناگپوری (۱۶۴) راشد رضا (۱۶۵) لطیفہ کوثر (۱۶۶) پھول چند پھول (۱۶۷) وینکٹ اشک (۱۶۸) پیارے صاحب ضیا (۱۶۹) مشہود ناگپوری (۱۷۰) غفور شاہد (۱۷۱) محمد یوسف ہمدم (۱۷۲) عتیق الرحمٰن روش ٹانڈوی (۱۷۳) مظہر جبلپوری (۱۷۴) غلام السیدین ربانی (۱۷۵) حامد عزیز مدنی ناگپور میں پیدا ہوئے۔ کراچی ہجرت کی۔ پاکستان کے ممتاز شعرا میں گنے جاتے ہیں (۱۷۶) بسمل ناگپوری (۱۷۷) عبد القدوس زخمی (۱۷۸) معین الدین انجان (۱۷۹) ایاز ناگپوری (۱۸۰) راشد قریشی



ناگپور کے مقبول و معروف شاعر اور "طلسم غزل" کے خالق جناب ظفر کلیم

مرزا ظفر حسین ظفرؔ ناگپوری

محبت میں تیری لٹایا ہے سب کچھ
مگر ہم نے رکھی نہ فکرِ طلب کچھ

دلاتی ہے انساں کو تقدیر سب کچھ
مگر چاہیے طرزِ حسنِ طلب کچھ

سبھی کچھ سنا تو چکے آپ ہم کو
ہماری بھی سن لیجیے عرض اب کچھ

وہ پہلے بھی آفت تھے اب بھی بلا ہیں
لڑکپن بھی سب کچھ جوانی بھی اب کچھ

ہم ان سے نگاہِ کرم چاہتے ہیں
ہمارے لئے مطلبی یہی اک ہے سب کچھ

یہ اللہ والوں کی عادت مبارک
نہیں کرتے بندوں سے ہم تو طلب کچھ

کھٹکتا ہے ماتھا خدا جانے کیا ہو
دلوں کی نہیں دھڑکنیں بے سبب کچھ

مسرت کبھی تھی تو اب زورِ غم ہے
یہی تم تھے جب کچھ یہی ہم ہیں اب کچھ

تماشائی ناز و انداز سب ہیں
کسی نے نہ سمجھے مگر ان کے ڈھب کچھ

تکلف کچھ اس بات میں آ چلا ہے
مرے نام سے وہ جھجکتے ہیں اب کچھ

وہی زندگی ہم پہ، ہم اس پہ بھاری
رہا اپنے جینے کا عالم عجب کچھ

معمہ ہے یعنی بتوں کی بھی ہستی
نہ مانو تو پتھر، جو مانو تو سب کچھ

تمہاری شکایت! یہ کیا کہہ رہے ہو؟
سنا تم نے کس سے؟ کہا ہم نے کب کچھ

نہ طرزِ حیا ہے نہ رسمِ ادب ہے
ظفرؔ اب نرالا ہے رنگِ طرب کچھ

اختر نظمی

نقش بن کر کوئی دیوار پہ ابھرا ہوگا
نیند اڑی ہوگی مگر خواب نہ ٹوٹا ہوگا

پہلے انساں کو بھی شہرت کی تمنا ہوگی
وہ بھی اس ریت کے ٹیلے ہی پہ بیٹھا ہوگا

میری خواہش ہے کہ پر باندھ کے گھر میں رکھ لوں
ہر پرندے کا مگر اپنا ٹھکانا ہوگا

خود ہی کھنچ آتی ہے کمرے میں مرے تصویریں
مجھکو رنگوں کو تعاقب میں نہ دیکھا ہوگا

کس توقع پہ تمنائیں خریدی جائیں
قرض لمحات کی قسطوں میں ادا کیا ہوگا

میری ہر بات بری ہے تو چلو یوں ہی سہی
میں کوئی بات کروں گا نہ تماشا ہوگا

میں کسی شخص سے ملنے پہ تو مجبور نہیں
آپ کہتے ہیں کہ اچھا ہے، تو اچھا ہوگا

آؤ اک بار اسے لوٹ کے پھر دیکھ آئیں
راہ میں ہوگا ابھی گھر تو نہ پہنچا ہوگا

شہر سیلاب کی مانند بڑھا آتا ہے
گاؤں اس سوچ میں ڈوبا ہے کہ اب کیا ہوگا

ایسے بے فیض سمندر میں اترتے کیوں ہو
سطح پر سیپ نہیں، تہہ میں گہر کیا ہوگا

ایک کم ظرف کا احسان لیا ہے نظمی
اس سے بھاری کوئی پتھر نہ اٹھایا ہوگا

پروفیسر منظور حسین شور

طربِ زارِ ہندوستاں چھوڑ آئے
زمیں پر ہم اک آسماں چھوڑ آئے
فرشتوں کے جلتے ہیں پر جس فضا میں
وہ گلیاں، وہی آستاں چھوڑ آئے
کھلے کے کھلے رہ گئے کچھ دریچے
کئی بام افسانہ خواں چھوڑ آئے
کسی دستِ سیمیں سے دامن چھڑایا
کسی آنکھ کو خوں چکاں چھوڑ آئے
کوئی دستِ غم رہ گیا تھرتھرا کر
کسی لب کو محوِ فغاں چھوڑ آئے
گریباں کے پھندے کہاں تک چھپاتے
فضاؤں میں کچھ دھجیاں چھوڑ آئے
کئی جام چھلکے، کئی ساز ٹوٹے
چراغوں سے اٹھتا دھواں چھوڑ آئے
یہ عالم ہے اب خامشی کا کہ جیسے
بہت دور تابِ بیاں چھوڑ آئے
وفا نالہ کش، دوستی نوحہ خواں ہے
تجھے جب سے ہندوستاں چھوڑ آئے

نگار صہبائی

گیت

کیا ساگر کی تھاہ بتاؤں ساگر مجھ میں رہتے ہیں
اس دھرتی کے نیچے کتنے جھرنے چپ چپ بہتے ہیں
دکھ کی مایا دینے والے سمے بھون تو چھوٹا ہے
سمے بھون سے نکل گیا تو منش امر ہو جاتا ہے
سمے بھون کے تانے بانے توڑنے والے کہتے ہیں

دکھ تو سچ مچ تیری دیا ہے گنی دیا میں رہتے ہیں
کھنچے کاجل اڑتا بادل رت کی جاگی آنکھوں میں
پت جھڑ کی ریکھا کھینچی تھی کس نے میرے ہاتھوں میں
کس کو اپنا ہاتھ دکھاؤں من کے کنوئیں میں جھانکے کون
ساون ساون دکھے ہوئے دل ایک ہی ہار رتیں رہتے ہیں
تن کا من سے ملن سمے ہے کاہے سمے گنواتا ہے
موڑ گلی کا آپہنچا ہے اب کیا لوٹ کے جاتا ہے
سارے موسم ایک ہی رت میں تجھ سے ملنے آئے ہیں
ٹھنڈک دینے والے سائے بوجھ بڑ کا سہتے ہیں

حمید اللہ خاں آذر سیمابی

آہنگِ برق سمجھے سازِ شرر نہ جانے
وہ نالۂ سحر کو غم کا ثمر نہ جانے

مانا ریاضِ ہستی خلدِ نظر ہے پھر بھی
ممکن نہیں کہ دھوکے اہلِ نظر نہ جانے

ہر سانس ایک فتنہ، ہر گام ایک محشر
میدانِ زندگی ہے کوئی مفر نہ جانے

اس نے کچھ اس ادا سے بنیادِ عشق رکھی
ہم مستقل نہ سمجھے دل معتبر نہ جانے

خوابیدۂ تصور دامِ خیال میں ہے
خواب سحر سے چونکے خوابِ سحر نہ جانے

زندانِ آب و گل تو اک آہ چاہتا ہے
دیوانہ جسم و جاں کو دیوار و در نہ جانے

حسن ادا کا محرم کوئی نہیں ہے آذر
دل بھی کسی کا رازِ نقد و نظر نہ جانے

صوفی سردار زین العابدین عابد

لائے گی رنگ سعیِ گراں دیکھتے رہو
بدلے گا پھر یہ نظمِ جہاں دیکھتے رہو

الفت میں زلف و رخ کا سماں دیکھتے رہو
یعنی سرابِ وہم و گماں دیکھتے رہو

اب ٹوٹ کر رہے گا طلسمِ سکوتِ ناز
الجھے گی ہر نظر سے زباں دیکھتے رہو

ابھریں گے کل وہاں سے سفینے حیات کے
رکتا کہاں ہے سیلِ رواں دیکھتے رہو

رقصاں ہے جہل، اہلِ خرد کے سکوت پر
اب شمع ہے خموش، دھواں دیکھتے رہو

مظلوم کے لہو سے منور ہیں بام و در
سازِ طرب پہ رقصِ فغاں دیکھتے رہو

عابد چمن میں آ کے رہے گا پھر انقلاب
صبحِ بہار، شامِ خزاں دیکھتے رہو

رواں جون پوری

مجھ سے دل جیسا وہ انمول گہر مانگے ہے
ہائے کیا شئے بہ تقاضائے نظر مانگے ہے

خلد میں بھی تو ہمہ وقت ترا دیوانہ
تیری گلیاں، ترا آنگن، ترا در مانگے ہے

کارفرمائی آشوبِ زمانہ توبہ!
طالبِ خیر بھی اب دامنِ شر مانگے ہے

پردہ در تو اٹھا دو کہ دلِ جلوہ طلب
اپنی رعنائی فردوس نظر مانگے ہے

گل تو گل خار بھی قسمت میں نہیں ہیں جسکی
دل اسی نخلِ تمنا میں ثمر مانگے ہے

خوگرِ غم کہیں گھبرا نہ گیا ہو غم سے
دل جو لوہے کا تو پتھر کا جگر مانگے ہے

رہروِ راہِ جنوں ایک بگولہ ہی نہیں
خضرِ منزل بھی تری گردِ سفر مانگے ہے

دیکھئے تو ذرا مجنونِ چمن کی طلبی
رنگ و بو کانٹوں سے پھولوں سے شرر مانگے ہے

زندگی تو غمِ پیہم سے نکھرتی ہے رواں
اور تو ہے غمِ ہستی سے مفر مانگے ہے

محمد مصطفیٰ شائق

ناخدا شانہ بہ شانہ ترے طوفاں کیوں ہے
میری کشتی کے ڈبونے کا یہ ساماں کیوں ہے

اپنے خود کردہ پہ حساس و پریشاں کیوں ہے
توبہ کر توبہ اے نادان پشیماں کیوں ہے

محوِ حیرت اسی نکتہ پہ ہے سارا عالم
جس کو قاتل میں سمجھتا ہوں وہ مہماں کیوں ہے

بات کچھ ربط و تعلق ہی کی ہوگی ورنہ
زندگی میری تری زیست کا ساماں کیوں ہے

رنگ، مزدور کا لائے گا پسینہ اک دن
عیشِ دو روزہ پہ بھولا ہوا ناداں کیوں ہے

لالہ و گل کی یہ سرخی نے اٹھایا ہے سوال
خونِ انسان کا ہر چیز سے ارزاں کیوں ہے

لوحِ پیشانی پہ تحریر یہ ہے لوحِ محفوظ
یہ عقیدہ ہے تو قرآن پہ ایماں کیوں ہے

امن کا داعی اماں کا ہے جو پیکر شائق
اس کو گھیرے ہوئے پھر گردشِ دوراں کیوں ہے

پروفیسر سیدؔ یونس

منتشر کونسا بھرم نہ ہوا
زورِ آندھی کا پھر بھی کم نہ ہوا
پست تھا زندگی کا دروازہ
سر بھی میرا کچھ اور خم نہ ہوا
سارے جھگڑے اسی سبب سے ہیں
میرا ہمزاد مجھ میں ضم نہ ہوا
قصرِ فن میں پناہ گیر تھا میں
حرفِ حق پر بھی سر قلم نہ ہوا
ابر برسا تو بن گیا دریا
میں جو بکھرا تو پھر بہم نہ ہوا
آج کیا بات ہو گئی یونسؔ
وہ چلا بھی گیا تو غم نہ ہوا

جلیل سازؔ

خوش حال زندگی کی تمنا لئے ہوئے
دنیا میں ہم بھٹکتے ہیں دنیا لیے ہوئے
دَور آئے اور کوئی مسیحا لئے ہوئے
انسان کے دکھوں کا مداوا لئے ہوئے
چھائی ہوئی ہے دھند سی نظروں کے سامنے
آجائیے کبھی اب رخِ زیبا لئے ہوئے
گزرے ہیں لوگ وادیٔ دار و صلیب سے
سینے میں پتھروں کا کلیجا لئے ہوئے
تم اپنے پاؤں آپ ہی کاٹو تو کیا کہیں
چلتے ہو دوسروں کا سہارا لئے ہوئے
گر طور پر نہیں تو سرِ انجمن سہی
بیٹھے ہیں ہم بھی چشمِ تماشا لئے ہوئے
اے سازؔ ہم کو غم کے اندھیروں کا ڈر نہیں
پھیلے ہیں دل کے داغ اجالا لئے ہوئے

نظیر احمد نظیر

کان دھرتا ہے کوئی جب مری تقریروں پر
دھیان فوراً ہی چلا جاتا ہے زنجیروں پر

دل کے زخموں پہ جو پڑ جائے زمانے کی نظر
تبصرے ہونے لگیں گے مری تحریروں پر

روز سینے پہ نئے چاند سجانے والو
رشک آئیگا نہ کیوں آپ کی تقدیروں پر

لے لیے دھند دھندلے سے ہیں اب ذہن میں ماضی کے نقوش
گرد سی جمنے لگی ہے مری تصویروں پر

پیش پھر کرنے لگا کوئی تبسم کے گلاب
پھر یقیں ہونے لگا خواب کی تعبیروں پر

اپنا احسان جتانے لگے جب راہ شناس
منزل اک بوجھ سی بن جاتی ہے رہگیروں پر

چھانے لگ جاتا ہے آنکھوں میں اندھیرا اے نظیر
نظریں جم جاتی ہیں کچھ دیر جو تنویروں پر

خورشید نظمی

پکاروں میں کسے ایسے میں یارب کون میرا ہے
مصائب نے مجھے چاروں طرف سے آکے گھیرا ہے

شکایت کچھ نہیں تم سے، نہیں الزام کچھ تم پر
مرا احساس قاتل ہے، غمِ الفت لٹیرا ہے

بھٹک جاؤ نہ ایسے میں کہیں اے قافلے والو
ابھی تاریک ہیں رستے بڑا گہرا اندھیرا ہے

کروں اب آرزو کسکی، کسے دل میں بساؤں میں
ہوا جب تو نہ میرا تو بھلا پھر کون میرا ہے

نئی تہذیب کے پھیلے اجالے ہر طرف تو کیا
وہی کرتوت کالے ہیں وہی گھر گھر اندھیرا ہے

وہاں کیا عیش کی باتیں وہاں کیا کام خوشیوں کا
جہاں پر گردشِ افلاک کا مدت سے ڈیرا ہے

مصیبت کی جنہیں ہو جستجو کہہ دو انہیں نظمی
کہاں تم ڈھونڈتے پھرتے ہو میرے گھر میں ڈیرا ہے

کامل بہزادی

موسم گل کی طرح دل بھی جواں ہے یارو
میرا محبوب نظر آج کہاں ہے یارو
بے وفائی کے ہمیں مورد الزام بھی ہیں
ہم سے ہی رنگ رخ لالہ رخاں ہے یارو
تم جسے گرد رہ کاہکشاں کہتے ہو
وہ مرے سوز غم دل کا دھواں ہے یارو
تنگدستی کی شکایت نہ کرو دنیا سے
پاس اپنے ابھی نقد دل وجاں ہے یارو
میر کے شعر سناؤ نہ غزل غالب کی
آج کی رات بہت دل پہ گراں ہے یارو
کیوں نہ ہم آج سر دار کریں رقص جنوں
سامنے کوچہ شمشاد قداں ہے یارو
اور دو چار قدم پر ہے دیار محبوب
اور دو چار قدم کوئے بتاں ہے یارو

حمید دانش

فروغ حسن نظر ہے، یہ دلکشی کیا ہے
کلی کا رنگ گلوں کی شگفتگی کیا ہے
جہاں کا عیش زمانے کی سرخوشی کیا ہے
وہ ہو گئے ہیں ہمارے، ہمیں کمی کیا ہے
زمیں کی ایک ہی ٹھوکر خموش کر دے گی
فلک مزاجوں کی دنیا میں زندگی کیا ہے
بہار اب کے برس ساتھ لائی ہے کس کو
روش روش پہ چراغوں کی روشنی کیا ہے
کبھی تو اپنے ستم کا بھی تجربہ کیجئے
ہمارے عشق کا چرچا گلی گلی کیا ہے
کہا ہی کیا ہے تمہیں ہم نے بے وفا کے سوا
ذرا سی بات پہ اس درجہ برہمی کیا ہے
وہ آکے سامنے بیٹھے ہیں صورت تصویر
یہ دشمنی کی علامت ہے دوستی کیا ہے
اڑا اڑا سا تخیل کھنچا کھنچا سا سراب
نظر فریب بہاروں کی دلکشی کیا ہے
کسی کی خاص توجہ کا ہے صلا دانش
ہمارا ذوق سخن کیا ہے شاعری کیا ہے

حنیف انصاری

سوزشیں دل کی، نثارِ تیرِ مژگاں ہو گئیں
عشق کی بے کیفیاں راحت کا ساماں ہو گئیں

دیکھ کر زخمِ جگر کو رک گیا قاتل کا ہاتھ
محوِ حیرت ہوں، جفائیں خود پشیماں ہو گئیں

ہم اگر ساحل پہ پہنچے بھی تو اس سے کیا خوشی
جانے کتنی آرزوئیں غرقِ طوفاں ہو گئیں

جیسے میخانے پہ لہراتی ہو ساون کی گھٹا
انکے رخ پہ آج یوں زلفیں پریشاں ہو گئیں

ہائے وہ راحت فزا گھڑیاں جو گزریں انکے ساتھ
انکی یادیں اب انیسِ شامِ ہجراں ہو گئیں

انکو سجدے کیلئے قیدِ مکاں سے کیا غرض
جنکی نظریں بے نیازِ کفر و ایماں ہو گئیں

وہ پئے تسکینِ خاطر آئے بھی تو کب حنیف
زندگی کی سختیاں جب مجھ پہ آساں ہو گئیں

ضیا انصاری

لہو ہے آستیں کا یا حنا ہے
ہتھیلی پر دیا سا جل رہا ہے

وہی اک پیڑ سب کا آسرا ہے
جو جلتی دھوپ میں تنہا کھڑا ہے

چلو تم بھی کوئی پتھر اٹھا لو
مرے ہاتھوں میں بھی اک آئینہ ہے

تنی ہے چاندنی سورج کی رتھ پر
مگر یہ خواب ہے یا واقعہ ہے

نکالی جائیں گی کل صبح لاشیں
ابھی تو گھاٹ پہ میلا لگا ہے

ضیا پرچھائیوں کا شہر ہے یہ
یہاں کس کو کوئی پہچانتا ہے

منور حسین شاکر اورنگ آبادی

مٹا کے فرقِ خودی اور بے خودی میں نے
کسی کے حسن کی تصویر دیکھ لی میں نے

نہ کوئی نغمۂ جاں بخش تھا نہ سوز نہ ساز
حضور آپ کی دنیا سنوار دی میں نے

ترے خیال کی رفعت نگاہ کی مستی
شراب و شعر کے سانچے میں ڈھال دی میں نے

یہ سچ ہے لالہ و گل بھی تھے ماہ و انجم بھی
مگر کسی میں بھی پائی نہ زندگی میں نے

تری نظر کے اشاروں پہ سانس رقصاں ہے
پھرائی تو نے نظر سانس چھوڑ دی میں نے

یہ جانتا تھا کہ دینا ہے نذرِ حسنِ ازل
اسی کے واسطے لی تھی یہ زندگی میں نے

ناظم انصاری

جب اپنے دل میں کوئی بات ٹھان لی میں نے
کیا اسی کو، کسی کی نہیں سنی میں نے

بھلا برا نہ کہا کس نے مجھ کو دنیا میں
سنی نہ کس کی جہاں میں بری بھلی میں نے

زہے نشاط وہ بھائے انکھیں کی بہار
کسی کے رس بھرے ہونٹوں سے خوب پی میں نے

بچا بچا کے رکھا تھا جسے خود اپنے لئے
گنوا دی وہ بھی جوانی رہی سہی میں نے

سنور سنور کے بگڑتا رہا ہوں دنیا میں
بگڑ بگڑ کے سنواری ہے زندگی میں نے

خوشی یہ ہے کہ نہ پہنچا کوئی ملال انھیں
ملال یہ ہے کہ اپنی خوشی نہ کی میں نے

جنابِ نوح کی کیا ہمسری کروں ناظمؔ
کہ اپنی کشتی ڈبوئی نہیں کبھی میں نے

ڈاکٹر بدر جمیل

ٹھہرتی دھوپ میں سایہ بُرا لگے ہے مجھے
مرا وجود اب اک حادثہ لگے ہے مجھے

انانیت کے دریچوں سے جھانکتے ہیں لوگ
ہر ایک شخص یہاں کا خدا لگے ہے مجھے

وہ اک خیال گماں تک تھا واسطہ جس سے
اب آسماں میں اترتا ہوا لگے ہے مجھے

وہ تجربات حوادث ملے جہاں میں کہ اب
خود اپنا آپ کوئی دوسرا لگے ہے مجھے

بھٹک چکا ہوں تری جستجو میں اس درجہ
کوئی نشاں ہو ترا نقشِ پا لگے ہے مجھے

سنور رہے ہیں تجھے دیکھ دیکھ کر سب لوگ
ترا وجود کوئی آئینہ لگے ہے مجھے

میں اک مقام تلک خود کو لے تو آیا ہوں
اب اسکے بعد فقط اک خلا لگے ہے مجھے

جمیل ہی سے الجھتے ہیں کیوں جہاں والے
وہ آدمی تو بڑا ہی بھلا لگے ہے مجھے

شارق جمال

لئے ہوئے ہر اک آہنگ ساز کا تو ہے
جو گونجتی ہے تخیل میں وہ صدا تو ہے

الگ نہیں تو مرے جسم سے کسی بھی طرح
رگوں میں خون کے ہمراہ دوڑتا تو ہے

بساؤں گا میں تری ذات کی مہک خود میں
بہ ایں خیال کہ خالق گلاب کا تو ہے

برنگ بادہ، لبِ شوق آشنا تجھ سے
جو ٹوٹتا نہیں تا عمر وہ نشا تو ہے

شعور ذہن میں پیکر بنائے کیسے ترا
نہ خاک کا ہے ترا تن، نہ کانچ کا تو ہے

سڑک کی دھول بیاباں کے ذرے برگ چمن
انھیں اچھالا ہے جس نے وہی ہوا تو ہے

مرے وجود میں برسوں سے تھا چھپا کوئی
ہوئی تلاش تو معلوم یہ ہوا تو ہے

وہ ایک چہرہ ابھرتا نہیں جو کاغذ پر
اس ایک چہرے کے پیچھے مجھے بتا تو ہے

شکیب غوثی

لہو کے انتشار میں تو کچھ نہیں
بدن کے اعتبار میں تو کچھ نہیں

سراغِ شہرِ گم شدہ، مسافرو!
دھوئیں میں ہے غبار میں تو کچھ نہیں

وسیع رکھ تو حلقۂ نگاہ کو
وجود کے حصار میں تو کچھ نہیں

مداوا تیرگی کا ہے چراغِ شام
کسی کے انتظار میں تو کچھ نہیں

بلائیں خود ٹلیں اگر تو ٹل سکیں
ہمارے اختیار میں تو کچھ نہیں

خیال رکھنا ہوشیار قاتلو
لہو کی سرخ دھار میں تو کچھ نہیں

بدن پرست تھا بنا گیا شناخت
اُسے خبر تھی پیار میں تو کچھ نہیں

نظر کی جنبشوں میں جزر و مد تلاش
رگوں کے ریگزار میں تو کچھ نہیں

ظفر کلیم

ہر چند دشمنی کی روایت کے باوجود
ہم دوست ہی رہیں گے عداوت کے باوجود

ترکش کے سارے تیر خطا ہو کے رہ گئے
یہ کیا ہوا ہزار مہارت کے باوجود

ایسا بجھا بجھا سا ہوں دن بھر سے آج میں
کچھ کھو گیا ہوں جیسے حفاظت کے باوجود

منصف ہی مجرموں کا طرفدار ہو تو پھر
انصاف کیا جئے گا عدالت کے باوجود

ساحرؔ بھی اک عظیم سخنور کا نام ہے
گیتوں کی بے مثال تجارت کے باوجود

یہ شہرِ ناگپور ہے ناطقؔ کا شہر ہے
کم بولئے جناب ذہانت کے باوجود

جس نے دیا زمانے کو پیغامِ حق ظفرؔ
مصلوب ہو گیا وہ رسالت کے باوجود

ظہیر عالم

سب کو راس آجائے وہ موسم زمیں پر بھیجنا
روتی آنکھوں کیلئے کچھ ہنستے منظر بھیجنا
تپ رہا ہے آدمی غربت کے ریگستان میں
تشنگی آواز دیتی ہے سمندر بھیجنا
گرمیٔ ظلم و ستم اتنی زیادہ ہے کہ اب
پھول مرجھا جائیں گے کانٹوں کا لشکر بھیجنا
چھپ گئی کیوں لوٹ کر عصمت کسی مجبور کی
وہ بہادر ہے تو اس کو گھر کے باہر بھیجنا
جل رہا ہے مدتوں سے آرزوؤں کا نگر
تپ رہا ہوں دھوپ میں تم اپنی چادر بھیجنا
رنگ ہی کچھ اور ہے بپھری ہوئی موجوں کا اب
جو سمندر آشنا ہو وہ شناور بھیجنا
یاد ہے عالم مجھے وہ بھی زمانہ یاد ہے
اس کا اپنے گھر سے میرے گھر کبوتر بھیجنا

محمد غلام رسول اشرف

میں وہی سختیٔ حالات کا سہنے والا
درد کے شہر میں ہنستے ہوئے رہنے والا
چل دیا وہ بھی گناہوں کے جزیرے کی طرف
شہرِ تقدیس میں دن رات کا رہنے والا
مبتلا کرتے ہیں احباب تو خوش فہمی میں
ایک آئینہ ہے سچ بات کا کہنے والا
بیتے موسم میں لہو پی گیا سارا سورج
اب کی برسات میں دریا نہیں بہنے والا
نام اشرف ہی کا مشہور ہوا تھا لیکن
سیلِ دریا میں کوئی اور تھا بہنے والا

(۲)

دل تو سائل ہے ترے در پہ صدائیں دے گا
کچھ ملے یا نہ ملے پھر بھی دعائیں دے گا
درد کے پھول مہک اٹھیں گے دل میں ہر سو
موسمِ گل بھی تو زخموں کو ہوائیں دے گا
ہر عمارت کے در و بام پکاریں گے مجھے
مجھ کو ہر شخص مرے بعد صدائیں دے گا

عبدالجبار تاج

مراد پوری دلوں کی اگر خدا نہ کرے
تو کوئی ہاتھ اٹھا کر کبھی دعا نہ کرے

درِ حبیب سے پردہ اگر اٹھا نہ کرے
تو روز جا کے وہاں کوئی بھی جھکا نہ کرے

زبانِ عشق کو روکا گیا ہے یہ کہہ کر
جو بات دل میں ہے دل میں رہے کہا نہ کرے

مری طرح سرِ محفل ہیں اور بھی مجرم
مگر وہ قتل کسی کو مرے سوا نہ کرے

انہیں ہے پاسِ جہاں اور مجھے ہے پاس ان کا
کسی کا اس طرح مجبور دل ہوا نہ کرے

وہ ملنے آئے ہیں مجھ سے کہ گھر گئی سر پہ اجل
خدا کسی کو کسی سے بھی یوں جدا نہ کرے

اگر سمجھے وہ اے تاج میری فطرت کو
تو میرے حق میں نہ کہتے کبھی وفا نہ کرے

زیب النساء مخفی

وہ طور نہیں مے خانوں کا وہ جوش نہیں دیوانوں میں
اے ساقیِ محفل کچھ تو بتا کیا بات ہوئی مے خانوں میں

حالات کی کتنی ہی لاشیں لمحات میں لپٹی رکھی ہیں
ماضی کی سلاخوں کے پیچھے یا آج کھلے میدانوں میں

اے دل وہ کبھی ایسے تو نہ تھے یہ چھیڑ کی جیسی بات نہ ہو
مائل بہ کرم ہیں غیروں پر گنتے ہیں ہمیں مہمانوں میں

اے میرے زمانے کے لوگو جو لوگ کہ سچ مچ انساں تھے
وہ لوگ نظر آئینگے تمہیں تاریخ کے زنداں خانوں میں

تو ہو کہ فرشتہ ڈھونڈتا ہے یہ ضبط نہیں تو پھر کیا ہے
انسان ہی جب کم ملتے ہوں آ دوست ہمیں انسانوں میں

وہ چیز کہ کہیے عشق جسے یا جس کو وفا ہم کہتے ہیں
اب قصے کہانی میں دیکھیں یا ڈھونڈیئے پھر افسانوں میں

جو کیف و سرورِ ابدی تھا ساقی کی نگاہوں میں مخفی
وہ نشہ کہاں اے دیوانی ان شیشوں میں پیمانوں میں

جبار سحر

عزم کو روشنی ایماں کی فضائیں دے گی
میری منزل مجھے خود بڑھ کے صدائیں دیگی
جنگ انساں کے مسائل کا نہیں حل یارو
یہ تو ہنستے ہوئے شہروں کو چتائیں دے گی
مردہ جسموں کی پرستار ہے ساری دنیا
ڈال کر خاک میرے منہ پہ دعائیں دے گی
ربط کا درس دیے جاتے ہیں ٹوٹے رشتے
برق تڑپے گی تو پانی کو ندائیں دے گی
یاد آنکھوں سے جو بہتی ہے تو بہہ جانے دو
یہ تجلی ہی اندھیروں میں شعاعیں دے گی
گردشیں وقت کی، تعزیر محبت ہی سہی
شعلۂ دل کو کہاں تک یہ ہوائیں دے گی
مجھکو معلوم نہ تھا راہ تمنا میں سحر
میری قسمت مجھے گم نام سزائیں دے گی

نسیم بانو صدیقی

رازِ دل یوں عیاں نہیں ہوتا
درد جب تک بیاں نہیں ہوتا
دل کی دنیا سے سب گزرتے ہیں
ہر نشاں جاوداں نہیں ہوتا
لوگ صحرا میں گھر بساتے ہیں
ہر چمن آشیاں نہیں ہوتا
کیسے جذبات میں تلاطم ہو
ہر اشارہ جواں نہیں ہوتا
یہ عنایت انھیں کی ہے ورنہ
ہر کوئی مہرباں نہیں ہوتا
کہہ دیا تم نے سادگی میں نسیم
ہر کوئی رازداں نہیں ہوتا

محفوظ اثر

کنارِ آب کھڑا تھا کہ ناگہاں مجھ کو
بہا کے لے گیا سیلِ ستم رواں مجھ کو

قلم کی نوک سے خنجر کا کام لیتا ہوں
مگر یہ دنیا سمجھتی ہے بے زباں مجھ کو

غلط نہیں ہے اسے خضرِ مہرباں کہنا
ہر اک سفر میں ملا ہے وہ بے گماں مجھکو

مرے لہو سے سنوارا گیا ہے سارا چمن
نہ دیکھ چشمِ حقارت سے باغباں مجھکو

میں اپنے قافلے والوں سے اتنا تیز چلا
تلاش کر نہ سکا میرِ کارواں مجھ کو

اثر بہکنے لگے تھے مرے قدم لیکن
وہیں سنبھل گیا ٹھوکر لگی جہاں مجھ کو

عبد الغفار شاکر

رنگ جتنے بھی میسر ہیں سجا لیں ہم تم
اپنی بگڑی ہوئی تصویر بنا لیں ہم تم

جاگ کر، جاگتے رہنے کی صدائیں دیکر
کیوں نہ سوئی ہوئی تقدیر جگا لیں ہم تم

اپنی بستی کو بچانا ہو اگر جلنے سے
آگ جنگل ہی میں جنگل کی بجھا لیں ہم تم

وقت کے دوش پہ ہے قافلۂ عمر رواں
وقت کے ناز جہاں تک ہو اٹھا لیں ہم تم

بات ایسی کہ بڑھائے جو خودی کا احساس
عرضِ شاکر ہے کہ اشعار میں ڈھالیں ہم تم

حسن بھاٹی

سوکھے کو جو اور نچوڑے
وہ پھر کس کو گیلا چھوڑے

تیر کمان کی شرط نہ رکھو
کوئی نہیں جوان کو توڑے

وہ حیوان تو بھاگ گیا ہے
مجھ پر برس رہے ہیں کوڑے

انسانوں کی لاشوں پر سے
دن میں بھاگ رہے ہیں گھوڑے

نفرت ہے جن کو جیون سے
ان لاشوں کو کون جھنجوڑے

رسول انور

پھولے پھلے نہ لوگ ستم گر تھے جو کبھی
شیشوں سے ٹوٹنے لگے پتھر تھے جو کبھی

گم راہ ہو گیا ہے اب ان کا وجود بھی
وہ قافلے کہ نازشِ رہبر تھے جو کبھی

گردش کا ایک نشاں ہے بہار و خزاں کا دور
مفلس بنے ہوئے ہیں تونگر تھے جو کبھی

یہ بھی تو بخت کا ہے انوکھا سا معجزہ
قطرہ انھیں ملا نہ سمندر تھے جو کبھی

تبدیلیٔ مقام کا عالم تو دیکھئے
محلوں کے اب مکیں ہیں بے گھر تھے جو کبھی

اتنی سیاہ رات کو پرنور کر گئے
جلوے تری نگاہ کو میسر تھے جو بھی

کل بات اور تھی مگر اب پوچھتا ہے کون
ظلمت میں لڑکھڑا گئے انور تھے جو کبھی

نظام منظر

ہمارے بعد کوئی دیدہ ور تو کیا ہوگا
تم ایک ہم کو نہ سمجھو اگر تو کیا ہوگا

بہار خود سببِ انتشارِ گل ہو گئی
پڑی نہیں بھی خزاں کی نظر تو کیا ہوگا

ہمیں تمام نہ کر دیں بنائے دیر و حرم
ملا نہ پھر کوئی شوریدہ سر تو کیا ہوگا

ہزار ضبط کے ساماں ہیں مگر دیکھو
پڑے گی دل پہ جو انکی نظر تو کیا ہوگا

شب فراق میں بہلا تو لیں گے جی کو مگر
رہے گی دل کو امیدِ سحر تو کیا ہوگا

صدائے وقت بڑی دیر سے سنی ہم نے
ہم اس طرح جو رہے بے خبر تو کیا ہوگا

نگاہِ گرم کی رکھتے ہو تاب بھی منظر
وہ ہو گئے متوجہ ادھر تو کیا ہوگا

ندیم رضوی

کیا خبر تھی دل میں اک ایسا بھی طوفاں آئے گا
جسمیں ہستی کا سفینہ ڈوب کر رہ جائے گا

غم کے ماروں کو سکوں اک پل نہ ملنے پائے گا
زندگی جتنی بڑھے گی درد بڑھتا جائے گا

سلوٹیں ماتھے کی ان کے کہہ رہی ہے رازِ عشق
اب یقیناً یہ زمانہ کوئی کروٹ کھائے گا

بزم میں یوں پیار کی نظروں سے مت دیکھو مجھے
دیکھنے والوں کو الفت کا بھرم کھا جائے گا

بے خودی کی کیفیت اک بزم پر چھا جائے گی
میرے ہونٹوں پر تمہارا نام جب آ جائے گا

گردشوں میں ہے فلک تو ہم بھی بڑھتے جائیں گے
جو بھی کچھ ہوتا ہے ہوتا جائے دیکھا جائے گا

پڑ گئیں شکنیں جبینِ نظمِ گلشن پر ندیم
انقلابِ نو، نہ جانے رنگ کیا دکھلائے گا

شاہد کبیر

کشتیاں میری، نہ طوفاں، نہ کنارے میرے
تیرے ہمراہ گئے سہارے میرے

جتنی خوشیاں ترے دامن میں ہیں دیدے اسکو
زندگی جتنے ترے درد ہیں سارے میرے

روز آپس میں الجھ جاتے تھے دھاگوں کیطرح
کتنے دلچسپ مراسم تھے تمہارے میرے

میری راتوں کی کہانی ہی جدا تھی اے فلک
کام آئے نہ ترے چاند ستارے میرے

تیرگی اپنا مقدر رہی تھی شاہد ورنہ
اس نے کیا کیا نہیں دن رات سنوارے میرے

شریف احمد شریف

یقیں تو خیر گماں بھی نہیں، قیاس ہوا
چلو وجود کا، کوئی نشاں تو پاس ہوا

خبر نہیں طلب علم و آگہی کیا ہے
کچھ اور تشنہ، بجھا کر میں اپنی پیاس ہوا

اس اعتبار سے سوچو تو مرگِ انساں کیا
کہ چور چور کہیں فرش پر گلاس ہوا

اُسے یہ ضد کہ ہوا کا لباس ہو اس کا
اس ایک خبط میں وہ شخص بے لباس ہوا

شریف میں تو مغنی تھا شاہزادہ نہیں
یہ شہر کیوں مجھے کھو کر بہت اداس ہوا

ناگپور کے شاعر



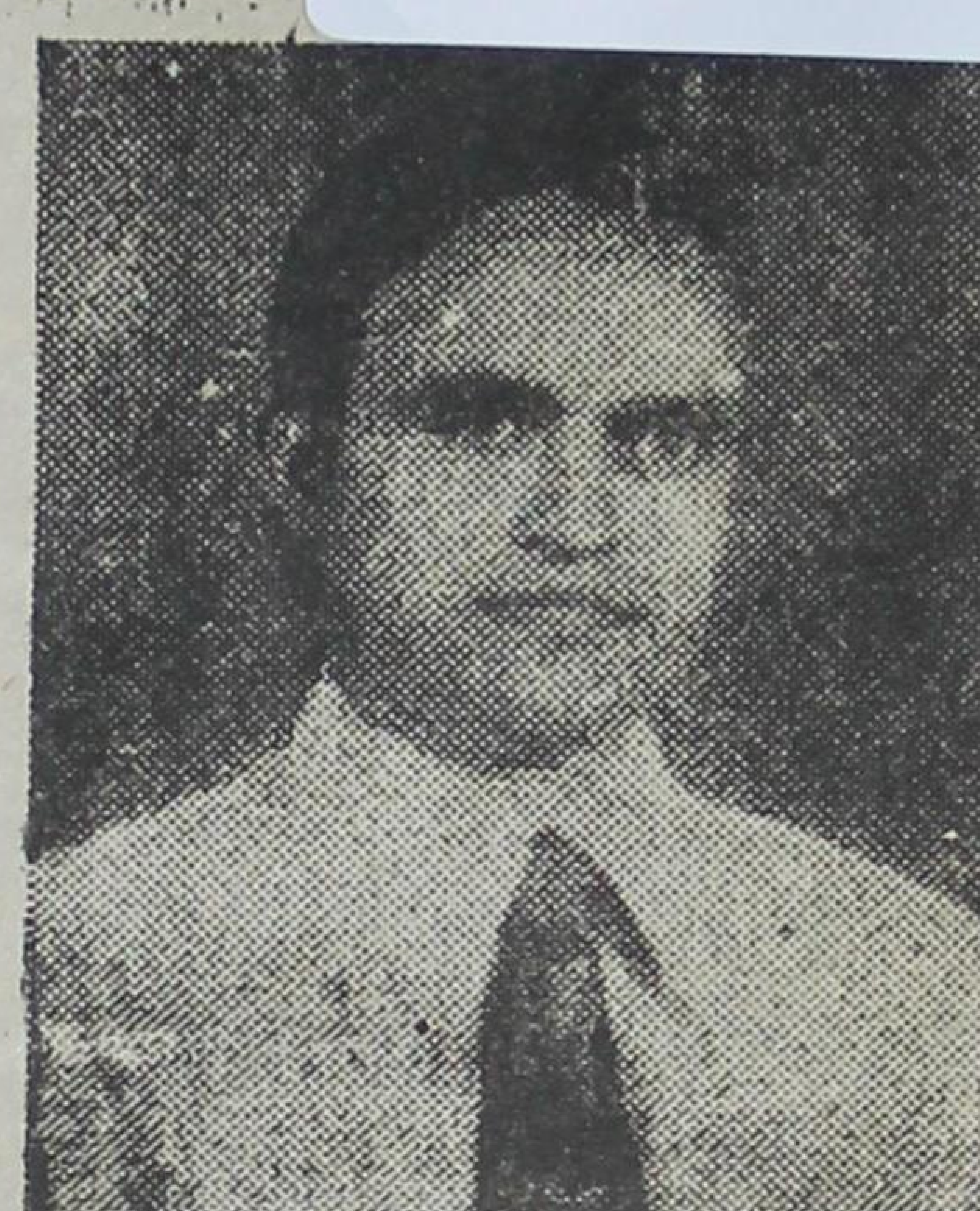
حضرت صوفی سردار

زین العابدین عابدؔ



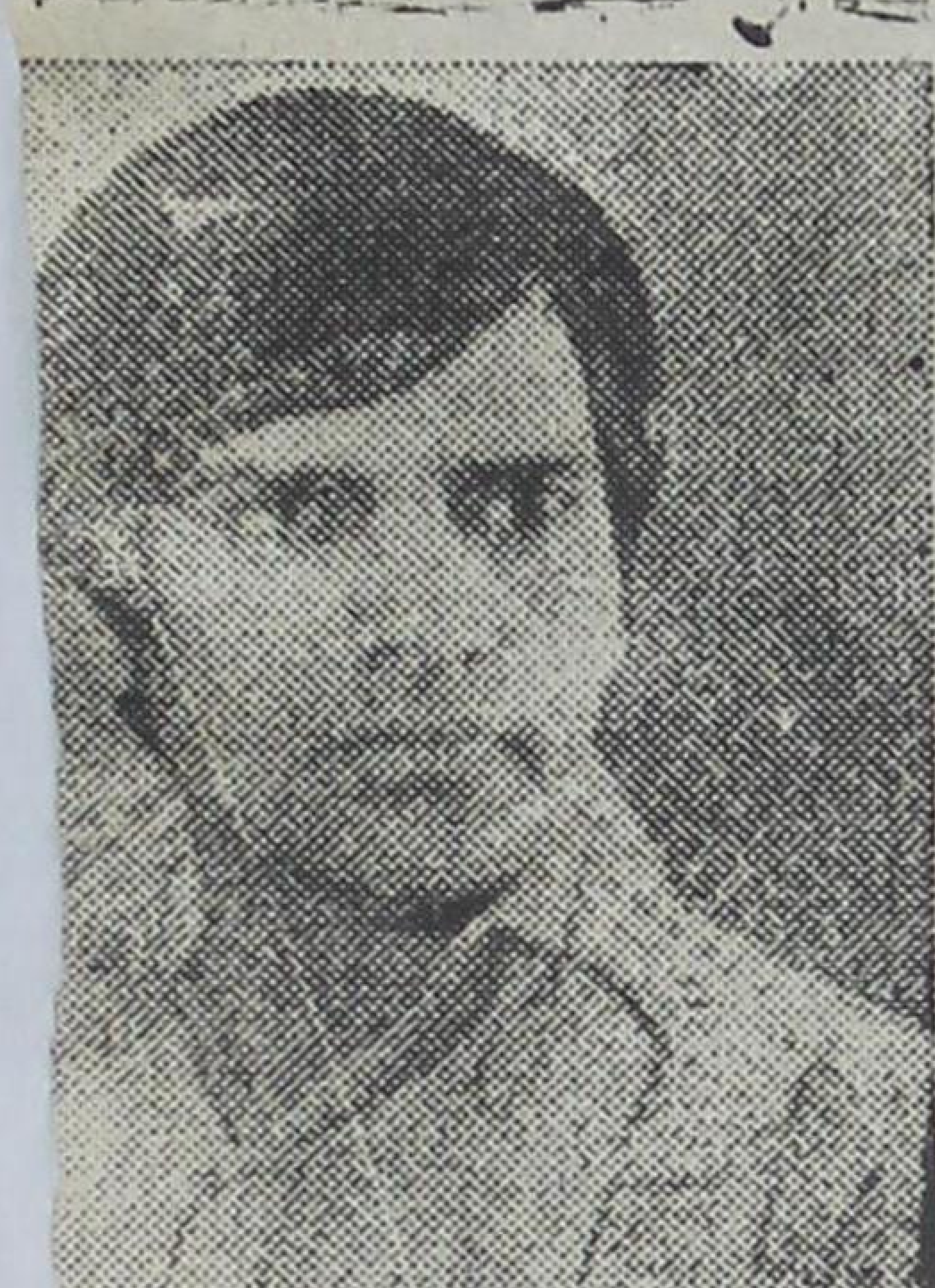
جدید لب و لہجے کے ش

شکیب غوثی



ابھرتے ہوئے جواں سال شاعر

عبدالغفار شاکر



شعروادب، درس و تدریس، کتابت، نظ

دیگر خوبیوں کے حامل محمد غلام رسول